ناول "عنبرین"۔ایک تنقیدی مطالعہ

ڈاکٹر کے۔ایچ۔ کلیم اللہ

نائب پرنسپل (اکاڈمک) صدر، شعبۂ اردو،

مظہر العلوم کالج (خود مختار) آمبور، تمل ناڈو

تلخیص :امیر النساء کا یہ ناول "عنبرین" ایک اصلاحی نقطۂ نظر سے لکھا گیا ہے۔اس ناول میں سماجی برائیوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔اس میں عنبرین کا کردار ایک آدرش کردار ہے۔ناول کا کینوس مختصر ہے۔نوشین بیگم کا کردار اور عنبرین کا کردار دونوں ہی کو متحرک دکھایا گیا ہے اور دونوں ہی کردار مؤثر ہیں۔امیر النساء کے دیگر افسانوں کی طرح اس ناول میں بھی خیر و شر کی کشمکش نظر آتی ہے اور بالآخر ناول نگار نے عنبرین کے اصلاحی خیالات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔امیر النساء نے عنبرین کے کردار میں اسلامی اقدار کو نمایاں کیا ہے۔پردہ عورت کی حیا اور عفت کا ضامن ہے۔گھر کی چار دیواری میں رہ کر عورتیں روزگار کے مواقع حاصل کر سکتی ہیں۔امیر النساء نے عورتوں کی تعلیم کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا ہے۔اصلاحی نقطۂ نظر سے یہ ان کا شاہکار ناول ہے۔

کلیدی الفاظ: سماجی اصلاح# خیر وشر #امارات کا غرور #غربت کی مجبوری# نظریۂ حیات# گھر کی چار دیواری# لڑکیوں کی تعلیم# فضول خرچی#۔

امیر النساء کا یہ ناول "عنبرین" سماجی اصلاح کے نقطۂ نظر سے لکھا گیا ہے۔ناول میں چوں کہ زندگی کی جیتی جاگتی تصویروں کو پیش کیا جاتا ہے یہاں بھی امیر النساء نے امارات کا غرور اور غربت کی مجبوری کا نقشہ خوبصورت انداز میں پیش کر کے اصلاحِ سماج کی کوشش کی ہے۔ان کے تصنیف کردہ افسانوں کی طرح اس ناول میں بھی گھریلو زندگی میں پیش آنے والے معاملات، روز مرّہ میں پیش آنے والے واقعات کا بخوبی جائزہ لیا ہے اور یہ درس دیا ہے کہ ہر ایک سے ہمدردی، غم خواری، اخوت و بھائی چارگی بلکہ انسانی اقدار کی پاسداری ضروری ہے۔ہر ناول کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوا کرتا ہے، اس ناول میں امیر النساء نے نظریۂ حیات پر زور دیا ہے۔اگرچہ کہ بعض جگہ طویل مکالموں سے ناول کا فن مجروح ہوتا نظر آتا ہے لیکن ناول نگار اپنے مقصد کو پیش کرنے میں حتیٰ امکان کامیاب نظر آتی ہیں۔پروفیسر نجم الہدیٰ کے الفاظ میں:

"ان کا پہلا ناول ہے۔ناول کی تکنیک، پلاٹ سازی اور کردار نگاری کے اعتبار سے دیکھنے کی بجائے اس میں پائے جانے والے نظریۂ حیات پر میں زور دینا چاہتا ہوں۔مصنفہ کا مطمحِ نظر اتنا واضح ہے کہ اس سے ناول کا کوئی قاری اختلاف نہیں کرے گا۔انھوں نے اپنے ناول کو ایک خاص بامعنی اور تعمیری رخ دینے کی کوشش کی ہے اور یہ کوشش بہت حد تک کامیاب ہے۔(پروفیسر نجم الہدیٰ پیش لفظ "عنبرین" صفحہ 6(ب((

امیر النساء کا یہ ناول عین اسلامی تعلیمات کا درس دیتا ہے۔اس میں انھوں نے قرآن اور حدیث کے حوالے سے بہت سی باتیں بتائی ہے۔امیر النساء کا یہ ناول "عنبرین" کی اشاعت 1981ء میں ہوئی ہے۔شاید اس زمانے میں خواتین کا ناول لکھنا تو دور کی بات، انھیں ناول پڑھنے سے

بھی منع کیا جاتا تھا۔اس لیے کہ ناول پڑھنا اخلاقی بُرائی سمجھی جاتی تھی چوں کہ ناول میں عام طور سے ہر بات کھلم کھلا پیش کر دی جاتی تھی جس میں فحش گوئی، عریانیت اور خفیہ حقیقت شامل ہیں، ہمارے سامنے ایسے بہت سے خواتین ناول نگار ہیں جنھوں نے ناول کو اپنے مقاصد کا حربہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔یہاں پر میں ان ناول نگاروں کا نام لینا نہیں چاہتا یہ تو ہر ایک کے علم میں ہے۔جہاں تک "عنبرین" کا تعلق ہے یہ ناول ہر خاتون کو پڑھنا چاہئے تاکہ سماج میں جینے کے طور طریقے اور آداب واطوار سے واقف ہوں اور سماج میں اونچ نیچ کا فرق کو ختم کر کے ایک صالح معاشرہ کی بنیاد رکھیں، جو محبت و یگانگت اور دوستانہ فضا کا ضامن ہو۔امیر طبقہ اپنی دولت و جاہت سے غریب طبقہ کو مجبور کر رہا ہے۔اپنی شان و شوکت کے مظاہرے کے لیے فضول خرچی میں مبتلا ہے۔بے جا رسومات اور تکلفات سے سماج میں بُرا اثر چھوڑ رہا ہے۔یہاں پر ناول نگار نے اس بُرائی کو نہ صرف سماجی بُرائی ظاہر کی ہے بلکہ اسلامی طریقہ کار کے خلاف بتا کر گویا احکام خداوندی کی مہر بھی ثبت کی ہے۔ولیمہ کو سنت قرار دے کر غریب لوگوں کو زیادہ سے زیادہ شامل کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے غریب پروری کا ثبوت دیا ہے۔عام طور سے امیروں کی مہمان نوازی بہت خوب ہوتی ہے اور غریبوں کی طرف کچھ التفات نہیں ہوتا ہے اور غریبوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوتا ہے گویا وہ بن بلائے مہمان ہیں۔سماج کی اس بُرائی کا ناول نگار نے پردہ فاش کیا ہے۔عنبریں نے اپنے چچازاد بہن غزالہ کو اس سماجی بُرائی سے متنبہ کرنے کی کوشش کرتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ "ویسے تو تم نئے دور سے تعلق رکھتی ہو، مگر تمھیں سو سال پہلے پیدا ہونا چاہئے" گویا وہ یہ کہنا چاہتی ہے کہ یہ اونٹوں کا زمانہ نہیں رہا یہ توراکٹوں بلکہ سیٹالائٹ کا زمانہ ہے۔

نوشین بیگم اور عنبرین کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔اس لیے ہمیشہ ماں اور بیٹی میں بحث ہوتی رہتی ہے لیکن ناول نگار نے ماں کے رتبہ کو کم ہونے نہیں دیا ہمیشہ عنبرین کی گفتگو اور لب ولہجہ میں ماں کی عظمت اور محبت کا توازن باقی رکھا۔جہاں کہیں ایسے مواقع آئے کہ ماں کی دل شکنی ہو، عنبرین نے وہاں یہ تو احتیاط کا پہلو اختیار کیا یا پھر خاموشی۔یہ تعلیم سماج کی بھی ہے بلکہ اسلامی احکامات کے عین مطابق بھی۔بقول امیر النساء

"نوشین بیگم اور عنبرین کہنے کو تو دونوں ماں بیٹی تھیں، مگر دونوں کے مزاج اتنے مختلف تھے جیسے ندی کے دو کنارے، مزاجوں کا یہ اختلاف اگرچہ ان کی محبت میں کمی کا سبب نہیں بنتا تھا، مگر خیالات دونوں کے آپس میں کبھی کبھی ٹکرا بھی جاتے تھے۔۔۔۔اس کی باتوں سے نہ مخالف کی دل شکنی ہوتی تھی، نہ دل آزاری۔" ("عنبرین" امیر النساء صفحہ 27(

شمیم بیگم جو نوشین بیگم کی خالہ تھیں، ناول نگار نے اس کردار کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔اس کی غربت و مجبوری اور اپنی بھانجی کی دل آزاری پر صبر کرنا اور تحمل سے کام لینا، جو اس کردار کی اخلاقی خوبیاں کا مظہر ہے۔نوشین بیگم اپنی حقیقی خالہ کو عنبرین کی کھلائی کہتی ہے اور اپنے زمینوں کی دیکھ بھال کرنے والی نوکرانی بتانے کے باوجود صبر و تحمل سے کام لیتی ہے، اُف تک نہیں کرتی اور اس نے اپنے بھانجی کی امیرانہ شان و شوکت پر دھبّا آنے نہیں دیا۔

عنبرین کے کردار میں اسلامی مزاج سما دیا گیا ہے، بازار سے زیادہ اسے گھر کی چاردیواری میں عافیت محسوس ہوتی ہے، اس کو ہوٹلوں کی پارٹی سے زیادہ کچن سنبھال میں مزہ ملتا ہے۔یہاں تک کہ سیر و تفریح سے گریز کرتی ہے۔ایسی کتابیں پڑھنا جو اخلاقی درس دیتی ہوں، ایسے رسالوں سے گریز کرنا جو اسے زندگی سے بیزاری سکھاتی ہوں اور عام لڑکیوں کی طرح اسے فلمی رسالے پڑھنا تک منظور نہیں۔وہ ایسی کتابیں پڑھنے کی خواہاں تھی جو

اسے اسلامی معاشرہ کی رہنمائی کرے اور وہ خود کہتی ہے کہ میرے زیرِ مطالعہ کتاب اس وقت "پردہ" ہے۔اس کی اس خصلت سے نوشین بیگم نالاں تھیں۔

"عنبرین کے قالب میں بوڑھی روح سماگئی ہے،اس سے کسی قسم کی توقع رکھنا ہی فضول ہے۔۔۔۔۔الٹا مجھ سے کہتی ہے کہ میں باہر نہ جاؤں۔گھر کے اندر جو سکون ہے وہ باہر کے شور شرابے میں نہیں۔" (عنبرین صفحہ 40(

نوشین بیگم کی" یہ ہاتھ لے اور یہ ہاتھ دے (Give and Take Policy) "عنبرین کو پسند نہ تھی۔امیر لوگوں کے لیے قیمتی تحفہ دیں،اس لیے کہ وہ بھی قیمتی دیتے ہیں۔غریبوں کے لیے سستا تحفہ اس لیے کہ ان سے واپسی کی امید نہیں۔عنبرین کم اور زیادہ کا فرق مٹانا دینا چاہتی ہے۔ناول نگار نے عنبرین کی وطن پرستی اور محبّ الوطنی کو پیش کیا ہے۔اس نے ملک میں بنی ہوئی چیزوں کو غیر ملکی اشیاء پر ترجیح دی ہے اور سالگرہ منانا جو مغربی تہذیب کی تقلید،یہ بھی وہ پسند نہیں کرتی جس میں بے جا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔وہ یہ چاہتی ہے کہ کاش یہ روپے کسی غریب کے کام آتے۔

نوشین بیگم کا کردار غریب پروری کے منافع ہے وہ یہ کہتی ہے کہ ہر ایک کا ٹھیکہ کیا ہمیں نے لے رکھا ہے۔ایسے تو دنیا میں کئی غریب لوگ رہتے ہیں،بقول غالب؎

کس کی حاجت روا کرے کوئی

بقول نوشین بیگم:

"اگر غریب اپنی غریبی کی وجہ سے پریشان ہیں تو اس میں ہمارا کیا قصور،نہ تو ہم ان کی غریبی کے ذمہ دار ہیں نہ ان کی پریشانیوں کے۔وہ اگر دولت مند بننا چاہتے ہیں تو بن جائیں خوشی سے ، ہم نے روکا تھوڑی۔۔۔۔ ہر ایک اپنے مقدر کا کھاتا ہے۔ ہم نے کسی کی جاگیر نہیں چھینی۔("عنبرین" صفحہ 49(

عنبرین کو شہر کی زندگی سے زیادہ دیہاتی ماحول زیادہ پسند ہے۔اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عنبرین کے مزاج میں سادگی اور بے تکلّفی پائی جاتی ہے۔ شہر کی زندگی میں بے جا فضول خرچی،رسم و رواج تکلّفات ہوتے ہیں۔دیہات میں کفایت شعار، فضول خرچی سے احتراز،بے جا تکلّفات اور نام و نمود سے پرہیز کیا جاتا ہے۔اسی لیے شعیب نوشین بیگم کے سامنے معتوب نظر آتا ہے۔شعیب دیہات کا پروردہ ہے،جی حضوری اس کی طبیعت میں نہیں تھی،خوداری اس کے مزاج میں رچ بس گئی تھی۔اس کی نظر میں اپنے اور غیر سب برابر تھے۔اس کردار کے ذریعے ناول نگار نے امارات کے سامنے سر جھکانے کے بجائے خوداری اور غیرت کی تعلیم دی ہے۔یہی سادگی اور بے تکلّفی عنبرین کے لیے شعیب جیسے لڑکے کو اپنا شریکِ حیات بنانے پر آمادہ کیا۔عنبرین نے دولت مند بیگم عتیق الرحمٰن کے لڑکے سے بیاہی جانے کے ایک ایسے لڑکے شعیب سے اپنی شادی کے لیے منظوری دی ہے جو خود اپنے ماتحت پرورش پایا ہے،عنبرین کا فیصلہ ناول نگار کے نظریۂ حیات کو تقویت دیتا ہے۔

"بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ" کا نعرہ آج سے تقریباً تیس سال پہلے امیر النساء نے لگادیا تھا،انھوں نے اس ناول میں لڑکیوں کی تعلیم پر بہت زور دیا ہے۔اگر لڑکیاں زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوگئیں تو وہ ماں باپ اور شوہر پر بوجھ نہیں بنے گی۔انھوں نے لڑکیوں کو اپنے پیر پر کھڑے ہونے کی

ترغیب دی ہے، انھوں نے جو ذریعۂ معاش تلاش کرنے کی ترکیب بتائی ہے وہ خالصتاً ایک پردہ نشین خاتون کے لیے بالکل مناسب ہے یعنی ٹیلرنگ، کوکنگ اور کچن گارڈننگ کی ٹریننگ وغیرہ۔ امیر النساء کے الفاظ میں:

"ٹیلرنگ سیکھنے کے بعد کوئی لڑکی بے کار نہیں رہ سکتی۔ گھر بیٹھے اسے کام مل جائے گا۔ اس طرح پکوان میں بھی ماہر ہو جائے گی۔ کہیں بھی شادی بیاہ میں جاکر گھروں میں کھانا بنا سکتی ہے یا خود کوئی چھوٹا موٹا ہوٹل چلا سکتی ہے۔ اس طرح کچن گارڈننگ بھی مفید کورس ہے۔ سبزیاں وغیرہ اگا کر فروخت کر کے وہ اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکتی ہے۔"(عنبرین صفحہ 67 (

الغرض ناول نگار نے عنبرین کو ایک مثالی کردار کے طور پر پیش کیا ہے۔ امیر النساء نے اس ناول میں نہ صرف سماجی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ اس ناول میں ایک مسئلہ کو اٹھایا، سلجھایا اور اس کا حل بھی بتایا ہے، خواتین کی پریشانیاں، پریشانیاں کا نتیجہ اور اس کو کس طرح دور کیا جائے، ایک عملی نمونہ پیش کرکے اس ناول کو امیر النساء نے مشعلِ راہ بنا دیا ہے۔ میں تو سمجھوں گا اگر کسی خاتون کو زندگی کے طور طریقے جاننا، اچھی سماجی زندگی پانا اور اپنے مستقبل کو سنوارنا ہے تو اس ناول کا مطالعہ بے حد کار آمد اور مفید ثابت ہوگا۔

کتابیات(Bibliography) :

☆کلیاتِ امیر النساء۔ مرتب ڈاکٹر ایس۔ محمد یاسر۔ پبلشر شعبۂ اردو سی۔ عبدالحکیم کالج (خود مختار)، میل وشارم

☆"عنبرین"(ناول)۔ مصنفہ امیر النساء

☆"بند کتاب" (افسانوں کا مجموعہ) مصنفہ امیر النساء

☆☆☆